YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
YOUTH OFFICIAL DEBATES

Sunday, September 22, 2013

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel Hall Islamabad at thirty five minutes past nine in the morning with Madam Deputy Speaker (Ms. Aseela Shamim Haq) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

Madam Deputy Speaker: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Mr. Muhammad Kashif Khan Khichi Youth Minister for Interior, Kashmir Affairs, GB and FATA would like to present national security policy.

PRESENTATION OF NATIONAL SECURITY POLICY

جناب محمد کاشف خان کھچی (یوتھ وزیر برائے داخلہ، امور کشمیر، گلگت بلتستان و فاٹا): شکریہ، میڈم سپیکر! میرا programme تھا کہ میں ایوان کا بیس منٹ کا وقت لوں گا لیکن informal Session کی وجہ سے مجھے صرف پانچ منٹ ملے ہیں جن میں میرے لیے security policy کو present کرنا بہت مشکل ہے but I will try my best. میں سب سے پہلے وزیراعظم صاحب اور کابینہ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے اس policy کو present کرنے میں میری بہت حوصلہ افزائی کی۔ اس کے بعد میں اپنے کمیٹی ممبران جن میں مطیع اللہ ترین، حضرت ولی کاکڑ، انعام اللہ مروت، اعجاز سرور، نبیل ساندھو، عائشہ طاہر، شفقت علی اور خاص طور پر عثمان جیلانی کا شکرگزار ہوں کہ جن کی کاوشوں اور محنت سے ہم اس پالیسی کو ایوان میں لائے ہیں۔

میڈم سپیکر! اس وقت پاکستان بہت سارے مسائل سے دوچارہے۔ اگر ہم بلوچستان کو دیکھیں تو وہاں nationalism کا معاملہ ہے، وہاں insurgency and missing persons جیسے مسائل موجود ہیں۔ کراچی extortion, target killings, gang wars and street crimes جیسے مسائل میں پھنسا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ گلگت بلتستان میں بہت زیادہ sectarianism پھیل چکا ہے۔ پنجاب میں terrorism and worst law and order situation دیکھنے کو مل رہی ہے۔ یہ سارے مسائل پاکستان کی ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ اگر یہ مسائل رہیں گے تو پھر نہ ہی پاکستان اپنے foreign relations کو strong کر سکے گا، نہ ہی پاکستان ترقی کر سکے گا،نہ ہی ہم internally اپنے آپ کو stable کر سکیں گے اور نہ ہی ہم law and order کو control کر سکیں گے۔ یہ نہ صرف میرا point of view,نہ یہ ایک Standing Committee کو point of view ہے اور نہ یہ Blue Party کو point of view ہےبلکہ یہاں اس ایوان میں موجود تمام youth, even opposition party, سب کا point of view ہے اور میں چاہوں گا کہ PILDAT کے ذریعے ہم حکومتِ پاکستان کو اپنی یہ recommendations بھیجیں تاکہ پاکستان میں law and order کو restore کیا جاسکے۔

میڈم سپیکر! میں یہاں زیادہ details میں نہیں جانا چاہوں گا، میں defence issues پر اپنی recommendations کو briefly بتانا چاہوں گا۔ میں سب سے پہلے بلوچستان کے معاملے کو discuss کروں گا۔ وہاں ہمیں بہت سارے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں سب سے بلوچ رہنماؤں کی legitimate demands کو recognize کرنا ہے اور ground realities کی بنیاد پر ان کی assessment کرنی ہے۔ اس کے بعد ہمیں sound policies کے تحت ان کی economic deprivation and socio-political issues کو discuss کرنا ہے۔ ہمیں provincial and local governance کے تحت immediate, accountable, direct and transparent delivery کے ذریعے انہیں justice provide کرنا ہے۔-At the same time, ہمیں dump and kill کی policy کو ختم کرنا ہے۔ ہمیں ایک clear cut policy کے تحت تمام natural resources میں تمام بلوچوں کو ان کا حق دینے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں فوج کا image بہت خراب ہے، ہمیں وہاں فوج کا غیرضروری اور بے جا مداخلت کو ختم کرنا ہے۔ ہمیں وہاں کے نوجوان بلوچوں کو فوج میں بھرتی کرنا ہے۔ ہمیں بلوچ علاقوں کی development کو first priority دینی ہے۔ ہمیں وہاں rule of law کو restore کرنا ہے۔ ہمیں Baloch nationalists کےساتھ negotiations کرنی ہیں۔ At the same time, education, health, housing law and order, security, communications, roads and

transport کو top priority میں لانا ہے۔ بلوچستان کے معاملے کو حل کرنے کے لیے میری یہ recommendations ہیں۔

میڈم سپیکر! اس کے بعد میں کراچی میں violence کی بات کروں گا۔ اگر ہم کراچی میں دیکھیں توہمیں سب سےپہلے police reforms کی ضرورت ہے۔ جس میں ہمیں Karachi Metropolitan Police کو without political influential, without religious and ethnic influence کو ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں modern equipments and technology کی ضرورت ہے، ہمیں fabric labs کی ضروت ہے، جس طرح ISI and IB کے پاس equipments ہیں۔ ہمیں وہاں agencies کو strong کرنا ہے، وہاں ہم نے ایک transparent system لانا ہے۔ At the same time computerized police stations establish کرنا ہے اور وہاں پر latest technology and advanced equipment کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں پولیس مزید facilities دینی ہے اور ایک decent space دینے کی ضرورت ہے تاکہ corruption کو ختم کیا جا سکے۔ ہمیں پولیس کو protection دینی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پولیس کے پاس یہ حقوق نہیں ہیں کہ وہ terrorist or extremist کے خلاف کسی بھی قسم کا کوئی قدم اپنے طور پر اٹھا سکیں۔ اگر وہ کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو ان کو political influence کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ pressurize ہو جاتے ہیں اس وجہ سے پاکستان میں terrorism and militancy کو control کرنے میں یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے اور انہیں ہمیں ایک freehand دینے کی ضرورت ہے اور انہیں support کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ ملک میں de-weaponization کی ضرورت ہے۔ کراچی 36 راستے ایسے ہیں جو گزرگاہیں ہیں اور وہاں پر check posts ہیں اور وہاں پر security strong کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں پر جتنے بھی illegal weapon رکھنے والے لوگ ہیں ان کے خلاف operation کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں وہاں پر 24/7 basis پر operation کرنے کی ضرورت ہے۔ At the same time ہمیں miscreants and terrorists کے خلاف targeted actionکرنے کی ضرورت ہے جو وہاں پر gang war اور دیگر crimes میں ملوث ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر judicial reforms کی ضرورت ہے کیونکہ judicial deadlock, lengthy trials, lenient punishment and lack of implementation on punishment ایسی وجوہات ہیں جو troubles پیدا کرتی ہیں اور space provide کرتی ہیں law and order کو improve کرنے میں۔ اس کے علاوہ ہمیں وہاں پر delimitations کی ضرورت ہے۔ وہاں پر جتنے بھی ethnic groups ہیں، ان کو limit میں رکھنا چاہیے تاکہ وہاں پر democratic setup کو ڈویژن کے تحت stable کیا جا سکے۔ وہاں پر immediate steps کی ضرورت ہے کہ ہمیں وہاں پر we have to contain the activities like MQM Militant Wings, People Aman Committee, ANP Militant Wings, Sunni Tehrik Militant Wing, جن میں لشکرجھنگوی، سپاہ صحابہ اور تحریک طالبان کے combine ہوئے ہوئے groups ہیں۔ وہاں پر سپاہ محمد اور کچی رابطہ کمیٹی جیسے وہاں پر wings ہیں جنہیں ہمیں ان کی activities کو contain کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد اب کچھ recommendations ہیں terrorism and militancy سے relevant. سب سے پہلے ہمیں civil – military cooperation ensure کرنا ہے کیونکہ وہاں پر civil – military cooperation نہیں ہے، پاکستان میں law and order کی deterioration کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ civil – military cooperation نہیں پایا جاتا۔ وہاں پر military جو کردار ادا کر رہی ہے، وہاں پر کہیں دھماکا ہوتا ہے یا کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو وہاں پر military جاتی ہے۔ اس کی بجائے ہمیں civilian institutions کو strong کرنا ہے اور وہاں پر دونوں civilian and military agencies مل جل کر کام کریں تاکہ law and order کو control کیا جا سکے۔

اس کے بعد ہمیں effective actions لینے کی ضرورت ہے اور جو وہاں پر sanctuaries کو dismantle کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ طالبان کے networks کو dismantle کرے جو فاٹا سے لے کر افغانستان اور افغانستان سے لے کر بلوچستان، پھر جنوبی پنجاب اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں یہ wings کام کر رہے ہیں۔ At the same time we have to integrate the PATA into Khyber Pakhtunkha province کیونکہ ہمیں Articles 246 and 247 کو remove کرنا ہے اور جتنے بھی national and provincial legislation laws pass کیے گئے ہیں ان کو applicable کرنا ہے اور نظام عدل قانون کو بھی abolish کرنا ہے۔

Then we have to mitigate the impact of conflict on PATA’s economy and ensure the provision of humanitarian assistance.

اگلا نکتہ یہ ہے کہ ہمیں Fair Trial Bill, 2012 کو revise کرنے کی ضرورت ہے۔ قومی اسمبلی میں ہمیں کمیٹیاں بنانی چاہییں جو اس معاملے کو دیکھیں کہ کہاں پر زیادتی ہو رہی ہے اور کہاں پر نہیں ہو رہی ہے اور خیبرپختونخوا کے stakeholders کو بھی ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ہماری judiciary کو چاہیے کہ وہ lower judiciary پر نظر رکھے۔ اس کے علاوہ ہمیں law enforcement and criminal justice

پر focus کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جتنے بھی witness, prosecutor and judges ہوتے ہیں جو terrorism کے cases کو handle کرتے ہیں وہ insecure ہوتے ہیں۔ انہیں ہمیں security دینے کی ضرورت ہے۔ اپر دیر، لوئر دیر، چترال اور ان جیسے دیگر علاقوں میں modernize police station قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ At the same time we have to strengthen civilian led law enforcement agencies کی بھی ہمیں ضرورت ہے۔ اس کے بعد تمام military control internee centers close کرنے کی ضرورت ہیں کیونکہ ہماری military جن کو بھی کشمیر اور افغانستان میں مختلف organizations کو support کر رہی ہے اس سے religious divide کو encouragement ملتی ہے۔

اس کے بعد میں آنا چاہوں گا sectarian conflict پر، اس پر بھی کچھ recommendations ہیں۔ ہمیں sectarian militants outfits جو attacks میں involved ہیں ان کے خلاف ہمیں strong action لینے کی ضرورت ہے، جن میں لشکرجھنگوی، پنجابی طالبان جند اللہ گروپ، شیعہ گروپ اور ایسے دیگر لوگوں سے سختی نمٹنے کی ضرورت ہے۔ Better policing کی ضرورت ہے، counter terrorism training کے تحت پچھلے حکومت نے NECTA کو معذور کیا گھا، اس پر implementation کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ effective governance کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ جو religious parties ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنا positive role play کریں جس طرح پچھلے دور میں MMA نے کیا اور انہوں نے مختلف school of thoughts کو ساتھ لے کر چلے تھے۔ وہ اس میں کامیاب تو نہیں ہو سکے تھے لیکن اس سے ایک flexibility and toleration کا ماحول قائم کرنے میں ایک اچھا کردار ادا کیا۔ پھر military کو چاہیے کہ وہ اپنی جہاد کی پالیسی کو reconsider کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ حکومت کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ جتنے بھی مدرسے ہیں اور ان میں جتنے بھی اساتذہ اور طالب علم ہیں ان کی brainwashing کر وائے اور ایک negotiation کر وائے۔ At the same time Wafaqul Madarassa Education Board میں حکومت کے نمائندے کی involvement ہونی ضروری ہے۔ میں اسے conclude کروں گا کہ

Government must have to follow a broken window policy in order to deter crime. Madam Speaker, there can be no sustainable peace in Pakistan as long as the State view religion inspired militants as a useful weapon that can be control and put to good use in the national interest. There can be no sustainable peace till the State is open to allowing militants self-governed sanctuaries in our bad outlaws or urban pockets. There can be no sustainable peace if it is a product of the courtesy or mercy shown by the militants and not that the menace capacity to inflict violence. There can be no peace till the State willingly tolerate violence and hatemongry in the name of religion. There can be no peace till the State continue looking away as our foreign Muslim friends and patronize sectarian group in Pakistan. There can be no peace if it hangs on the promise to implement the Shariah when there is no agreement in the country. In short policy of appeasement will be fatal not for the State of Pakistan but all for the stakeholders and there is a need to revamp the whole system in the light of new internal and external reality. At last, I would like to quote a quotation by Zonzore, he said, "if you know yourself if you know your enemy, then you will get victory but if you do not know the strength of yourself and your enemy then immediately you will be defeated miserably.

آخر میں میڈم سپیکر! میں PILDAT کا شکرگزار ہوں جنہوں نے ہمیں یہاں پر موقع دیا کہ ہم یہاں پر اپنے آپ کو groom کر سکیں، ہم اپنا ایک point of view بنا سکیں national and international issues پر اور اس کے علاوہ میں جناب احمد بلال محبوب صاحب کا بہت شکرگزار ہوں اور خاص طور پر بھائی جودت بلال کا جنہوں نے ہر موقع پر encourage کیا اس policy کو present کرنے میں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ مومنہ نعیم صاحبہ۔ Anybody would like to present it on her behalf. Nobody, OK, it is withdrawn. Hazrat Wali Kakar sahib, he is also not here. So, I am guessing it is withdrawn. Now, Standing Committee Report, Mr. Rajesh Kumar sahib.

جناب راجیش کمار مہاراج: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم! یہ رپورٹ ہم نے بنائی تھی۔ اس رپورٹ پر پہلے ہی ایک resolution بھی آ چکی ہے جو عمر نعیم shadow Minister for Law نے پیش کی تھی۔ اس پر ہماری کمیٹی نے کام کرکے یہ رپورٹ لے کر آئے ہیں۔ جو sexual harassment پاکستان میں ہو رہی ہے، جس طرح everybody knows that in Pakistan, here is a male dominant society ہے تو اس سے women's rights violate ہو رہے ہیں اور sexual harassment ہو رہی ہے، workplace پر women کو harass کیا جاتا ہے۔ اس behalf پر یہ رپورٹ بنائی ہے اور اس رپورٹ میں ہم نے اسی issue پر بات کی ہے کہ جو sexual harassment ہوتی ہے، اس سلسلے میں 2010 میں ایک قانون sexual harassment کے بارے میں بنا تھا۔ وہ نہ صرف women کے لیے تھا بلکہ وہ men کے لیے تھا۔ اس رپورٹ میں ہم نے جو کام کیا ہے وہ chapter No.1 میں جو introduction ہے،

اس میں definition ہے sexual harassment کی، وہ Theoretical Perspective of Sexual Harassment کے نام سے ہے۔ اس کے Chapter No.2 میں Current Status of Women in a Pakistan Overview ہے، interviews ہے، sexual harassment at public places ہے view of policy makers and women rights activist ہے، Chapter No.3 میں legislation ہے، government policy and implementation mechanism ہے، Chapter No.4 پر conclusions and recommendations ہیں۔

میڈم سپیکر! اس رپورٹ کو basically بنانے کا main مقصد یہ تھا کہ 2010 میں Act بنا تھا Protection against Women Harassment at workplace in 2010 Act. اس Act کے بارے میں کسی کو بھی پتا نہیں تھا کہ کس طرح اس کی implementation کی جائے تاکہ awareness create کی جائے اور women کو اس law کے بارے میں پتا ہو تاکہ وہ اس فائدہ اٹھا سکیں۔ ہم نے بہت سارے ایسے cases بھی دیکھیں ہیں اور جب آپ اس رپورٹ کو پڑھیں گے تو اس میں یہ سب کچھ دیا گیا ہے کہ 2009 میں کتنے sexual harassment and cases honour killing کے ہوئے، اور 2010 کا data بھی اس میں دیا گیا ہے۔ میں ہاؤس کا زیادہ ٹائم نہیں لینا چاہوں گا۔ میں آخر میں دی گئیں recommendations کو پڑھنا چاہتا ہوں۔

اس کی ایک تجویز یہ ہے کہ کہ اس law کے متعلق لوگوں کو کس طرح aware کریں۔

Its No.1 is; its data asserts the mostly women are unaware of this law, so first of all there should be a media campaigns for the awareness.

No.2. Sign boards, seminars, awareness sessions should be conducted by the concerned authority.

No.3. There should be a basic socialization at the grass root level of the children, so that from the initial stage they could learn the good moral values. General issues should be part of the curriculum and effective monitoring of this law is needed. Code of conduct should be placed on a clear place where everybody can look policy training should play to work collectively for ensuring gender justice in the society where man and women both can do work in respectable and safe environment. Struggle for the harassment free society where women can work in a respectable and safe atmosphere so that can play their vital role in a society and improve the economy of this country.

آپ سب جب یہ رپورٹ پڑھیں گے تو اس رپورٹ میں clearly mention ہے کہ کس طرح سے ہم اس کے متعلق لوگوں میں awareness پھیلا سکتے ہیں۔

میں آخر میں جناب عمر نعیم Shadow Minister for Law کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے بہت اچھی contribution کی اور یہ رپورٹ جو ان کے behalf پر آئی ہے ، انہوں نے personally جا کر لوگوں کے interviews لیے، کافی اداروں میں جا کر women کے interviews لیے اور میں PILDAT کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں یہ platform provide کیا اور اس ہاؤس میں میری طرف سے اگر کسی کی بھی دل آزاری ہوئی ہو تو میں اس کے لیے apologize کرتا ہوں۔

Madam Speaker: Thank you. Rajesh Kamar sahib. Now we take Item No.6, Mr. Rao Sajjad and Miss Shehana Afsar.

Mr. Rao Sajjad: I want to take two minutes. In this report we have discussed the background of media as previously occurred in Ayub, Zia and Musharraf regime. After it, we have enlightened the certain negative role of media in Pakistan in which consumerism, moral vacuum, false values, and manifestation of interest and some others. Then we have discussed laws and primary themes of any media policy which covered objectivity, neutrality and impartiality, minimizing harm, accuracy, truthfulness and accountability were discussed. After that we have discussed recommendations and key areas of any media policy which contain privacy, conflict of interest, crime and violence, human sufferings and disastrous, demonstration, defamation, religion and Armed Force and some other judiciary like sovereignty, freedom of media and quality of content, accusation and allegation and in the last we have discussed its implementation and some other issues. Thank you.

Madam Speaker: Thank you. Yes, Mohterma Momna Naeem sahiba.

Mohterma Momna Naeem: I withdraw.

Madam Speaker: Mohterim Usman Jilani sahib.

جناب عثمان جیلانی: میڈم سپیکر! ہماری یہ رپورٹ ہے کہ افغان مہاجرین کو یہاں سے نکال دینا چاہیے کیونکہ ان لوگوں نے یہاں پر بہت خرابیاں پھیلائی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ terrorism میں involve ہیں، kidnapping کر رہے ہیں اور ہم انہیں زبردستی نہیں نکال سکتے کیونکہ پاکستان کی حکومت نے افغانستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہوا ہے کہ ہم انہیں زبردستی repatriate نہیں کر سکتے۔ لہذا اس رپورٹ کے یہی important points ہیں اور میرے خیال سے یہ رپورٹ پیش ہو گئی ہے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترمہ مومنا نعیم صاحبہ۔

Hazrat Wali Kakar: Madam, I want to present Pak-Afghan relations.

Madam Speaker: You should present. I called your name but you were not there.

Mr. Hazrat Wali Kakar: Thank you Madam Speaker. I want to present policy on Pak-Afghan relations after 2014 in regional context for stability in the region.

افغانستان او رپاکستان یہ دونوں immediate neighbours ہیں جن کی وجہ سے ہمیشہ اس ریجن میں کبھی peace نہیں رہا ہے، کبھی امن نہیں رہا ہے، ان کے ایک دوسرے کے خلاف کبھی harsh sentiments رہے ہیں، کبھی وہ اچھے دوست بھی رہے ہیں، میں تھوڑا سا historical perspective میں جا رہا ہوں کہ جب 1947 میں پاکستان بنا تو افغانستان was the first country to refuse the membership of Pakistan in UN, why? اس نے اس چیز کو کیوں refuse کیا اور وہ کونسے ایسی صورتحال تھی کہ افغانستان اور پاکستان کے relations ہمیشہ hostile رہتے ہیں۔ When for the first time, in the first two decades Afghanistan and Pakistan کا relation, اس طرح کا تھا کہ انڈیا افغانستان کے حق میں بڑا polite تھا، بڑا sensible تھا، ہم چاہ رہے تھے کہ افغانستان یہ نہ کرے کیونکہ ہمارے eastern border پر انڈیا کے خلاف کچھ معاملات تھے۔ اس دوران پاکستان سے جتنا اچھا ہو سکا اس نے افغانستان کے ساتھ کیا۔ میڈم! میرا ایک اہم point یہ ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ Pakistan has to keep in view the Afghan policy factors for shaping the Pakistan policy towards Afghanistan. وہ کونسے ایسے factors ہیں جو پاکستان اور افغانستان کی پالیسی میں ایک dominant factor کا role ادا کرتے ہیں۔ – Pakistan Afghanistan relation towards normalcy کیا ہے، 9/11 post کے بعد کرزئی حکومت آئی تو پاکستان اور افغانستان کے درمیان ایک coordination built up ہونے کا phase اس طرح کا تھا کہ دونوں war on terror کےخلاف phase میں enter ہو گئے تھے، دونوں یہ کہا کہ war on terrorism نہیں ہونا چاہیے، دونوں یہ کہا تھا کہ war on terror کی وجہ سے دونوں ملکوں میں instability ہے، دونوں یہ کہا تھا کہ اس چیز کو ساتھ ساتھ چلتے ہوئے US کی help سے ختم کر سکتے ہیں۔ the second factor is that Afghan and US policy کو shape کر دیں وہ انڈیا factor ہے۔ انڈیا کی افغانستان میں جو presence ہے اس کے لیے ہمیشہ پاکستان کا یہ موقف رہا ہے کہ اس کا افغانستان میں presence نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جلال آباد، خوست،نورستان میں جو Indian consulate and Embassies ہیں ان کے متعلق پاکستان blame کر رہا ہے کہ جو بلوچستان میں بلوچ insurgents ہیں ان کو یہاں سے help مل رہی ہے ، اس لیے پاکستان کی foreign policy کا ایک factor ہے -

میڈم! اس کے بعد resurgence of Taliban and blame game ہے - Blame game and resurgence of Taliban کا مطلب یہ ہے کہ اس ریجن میں ایک game کھیلی جا رہی ہے کہ پہلے مجاہدین تھے پھر طالبان آ گئے، اس کے خلاف ہماری اپنی ملک کی establishment double game کھیل رہی ہے۔ یہ کبھی طالبان کو روک لیتے ہیں، کبھی چھوڑ دیتے ہیں، کبھی support کرتے ہیں - ابھی بھی اس era میں ہمارا ملک ان لوگوں کی وجہ سے instable ہے۔ اس کے باوجود ہم blame game کھیلتے ہیں اور good and bad Taliban کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں regional approach to Afghan problem is where Pakisan stands. ابھی ہمارا کیا مسئلہ ہے ، ہم کس طرح اس issue کو ختم کر سکتے ہیں اور کیوں نہیں کر رہے، disputed border issue direct or indirect presence of India in Afghanistan. Pakistan and US presence in the region double game and ethnic groups in Afghanistan. یہ اس طرح کے factors ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم region میں stability لا سکتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ مومنہ نعیم صاحبہ، آپ کی resolution ہے۔

مس مومنہ نعیم: میڈم سپیکر! پہلے میں policy report پڑھ لوں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: وہ تو withdraw نہیں ہو چکی؟ اگر نہیں ہوئی تو کر لیں۔

Miss Momna Naeem: I would like to present on conditions of human rights in Pakistan in accordance with the current situation of terrorism. I will briefly present to the House contents of this report. First of all I have given a bit introduction and impacts of terrorism on Pakistan and what are the overall effects. Then I have highlighted 4 points which are social, psychological and religious effects. These three effects are correspondence to the human rights while the last point of my report is economic loss of terrorism is a bit irrelevant to the point but I thought its importance and I included in the report.

Social effects میں lost of innocent civilians سب سے اہم بات ہے، اس کے بعد internal migration کی وجہ سے ہماری economy خراب ہوتی ہے اور اس کی human psychology پر negative impact پڑتا ہے۔ اس کے بعد internally displacing of people, no opportunities, poverty, inflation, unemployment, increasing social inequalities and increasing crime rate. اس کے بعد weak infrastructure, political instability بھی human

minds پر negative effect کرتی ہے۔ اس کے بعد لوگوں میں عجیب قسم کے ڈر موجود ہوتے ہیں کہ ہم گھر سے باہر یا کسی جگہ پر نہیں جا سکتے، کسی جگہ پر ہجوم کی شکل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اس سے insecurity feelings ہوتی ہیں اور intolerance and fear of extremism ہیں۔ ہم میں freedom of speech نہیں ہوتی کیونکہ ہم جو بات کہتے ہیں، اس کے سلسلے میں سوچنا پڑتا ہے کہ کون لوگ اس کے خلاف ہیں اور کون اس کے حق میں ہیں۔ اس کے بعد stress, tension and dissatisfaction عام سے نکات ہیں۔ Increasing suicide rate بھی terrorism کا ہی negative effect ہے۔ میں نے اس میں religious and cultural effect discuss کیے ہیں کیونکہ پھر terrorism nation کا symbol بن جاتا ہے اور اس ملک کو international organizations کی طرف سے جو basic rights دیے جاتے ہیں، ان کی stability کو بھی threat ملتی ہے۔اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ terrorism کس طرح economically effect کرتا ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ کی رپورٹ بھی ہے؟

Miss Momna Naeem: Yes, Madam, that is Standing Committee report but I don't have it in printed form so I am not presenting it now.

Madam Deputy Speaker: We don't have any other business. Please move your resolution.

Miss Momna Naeem: I would like to move the following resolution;

"This House is of the opinion that the government should publicize as well as practice fair and just governance to achieve peace and security promoting the awareness of the single identity in order to increase national integration."

میڈم سپیکر! میں سب سے پہلے اس resolution کو بہت اہم سمجھتی ہوں اور اس طرح کی چیزیں پر ایوان میں بحث ہونی چاہیے۔ سب سے پہلا point یہ ہے کہ حکومت کو good governance practice کرنی چاہیے۔ اگر کوئی حکومت corrupt ہوتی ہے تو اس کے negative impacts nation کو بری طرح برباد کر سکتے ہیں۔ ہم اس وقت شام کی مثال لے سکتے ہیں اور کسی بھی حکومت کو اپنی corrupt policies continue نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ایک قوم اپنی حکومت پر اعتماد کرے گی کہ یہ جو policies بنا رہے ہیں وہ ہمارے لیے بہتر ہیں تو پورے ملک میں امن ہو گا۔ اگر ہمارا جھنڈا، ملک، قائد ایک ہے تو ہم ایک قوم کی طرح کیوں نہیں کھڑے ہوتے ہیں اور مختلف سلسلوں میں مختلف طرح سے react کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اس کو negative اور کچھ لوگ positive کیوں کرتے ہیں۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ اس طرح کی policies formulate کرے جن سے ہماری national identity stable رہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ، آپ نے لکھا ہے کہ the government should promote the awareness of single identity but is it not that what happening right now, like Sunni identity given precedence over other identities. So don't you think we should not be emphasizing on one identity but we should be accepting of all identities?

Miss Momna Naeem: Madam, my stance is that obviously we all should accept کرنا ہے کہ کوئی سندھی اور پنجابی ہے لیکن ایک جھنڈے کے نیچے ہم پاکستانی ہیں۔ ہماری اولیت یہ ہونی چاہیے کہ ہم پاکستان کو پہلے لیں اور اپنے صوبے یا علاقے کو بعد میں لیں۔

Madam Deputy Speaker: If I could propose an amendment? I was just suggesting that may be if you change the word single to Pakistani identity.

Miss Momna Naeem: I will change it. I will like to propose following amendment in my resolution;

"This House is of the opinion that the government should publicize as well as practice fair and just governance to achieve peace and security promoting the awareness of the Pakistani identity in order to increase national integration."

Madam Deputy Speaker: Now I put the amendment to the House.

(The amendment was adopted)

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب انعام اللہ مروت صاحب۔

Mr. Inam Ullah Marwat: Madam Speaker, this is sort of vague resolution. What is the way forward? We are going to introduce that sort of governance in Pakistan. No such type of policy has been introduced in this resolution. No such type of policy in explanation. No policy has been forward and it is a vague resolution. Resolution should not be for the sake of resolution. The point that she tried make that Pakistan should be made nation state, this is something that we need to understand that Pakistan having a very diverse society and a nation state now it is defined like that a group of people having common language, area and historical sort of relevance to that area but in Pakistan when we see in four provinces there is spoken a very different language. They are different cultures. So you can not bring into the sphere

of that sort where you call it a nation state. It is not a nation state. It is a very diverse something and I support this point that we should go for national integration but no policy has been put forwarded in explanation. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: سونیا صاحبہ، آپ اپنی پارٹی کا stance بتانا چاہیں گی۔

Miss Sonia Riaz: Madam, on behalf of blue party, I would like to say that I completely endorse this resolution.

Madam Deputy Speaker: Now I put the resolution to the House.

(The motion was negatived and hence the resolution was rejected)

(Some members demanded that the motion may be put for a revote)

Madam Deputy Speaker: Whoever is in favour may raise their hands.

ایک معزز رکن: نہیں میڈم! میرے خیال میں آپ نے ایک بار decision دے دیا ہے تو دوبارہ نہیں ہونا چاہیے۔

Madam Deputy Speaker: Those who are in favour of revote may raise their hands. Alright, we are going to have a revote on Miss Momna Naeem *sahiba*'s resolution. Now, I put the resolution to the House once again.

(The motion was carried and hence the resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: I think majority is in favour of the motion, hence the resolution is adopted.

Item No.10. Miss Momna Naeem *sahiba* and Mr. Muhammad Ejaz Sarwar *sahib* would like to move a resolution.

Mr. Muhammad Ejaz Sarwar: I beg to move a resolution:

> "This House applauds a recent decision taken by Mr. Bashrul Assad to hand over the chemical weapons to United Nations, United States of America and Russia, for this will be one of the imperative steps in bringing peace in Syria."

میڈم سپیکر! جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ Syria کا مسئلہ آج کل international politics میں ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کا climax تب پیدا ہوا جب امریکہ نے decide کیا کہ وہ Syria کے خلاف attack کرے گا۔ اس attack کو avoid کرنے کے لیے روس نے اپنا role ادا کیا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ Syria کے خلاف جو بھی allegations لگا رہے ہیں، اس سے بچنے کے لیے بشارالاسد کو اس بات پر منایا کہ جو بھی chemical weapons وہاں موجود ہیں، UN کے حوالے کردیں۔ اس فیصلے کے بعد اس تمام مسئلے کی سنگین نوعیت ختم ہوگئی اور ہم ایک اور بڑے disaster سے بچ گئے۔ اس سے زیادہ اسے explain کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم عمر اویس صاحب۔

جناب عمر اویس: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں اس قراداد کو appreciate کرتا ہوں۔ شام کا یہ جو اقدام ہے جس میں وہ اپنے تمام chemical weapons, international body کے سامنے surrender کررہے ہیں، یہ واقعی ایک مثبت اقدام ہے لیکن میں اس میں ایک addition کرنا چاہوں گا۔ جو بین الاقوامی سپر پاورز ہیں، انہیں بھی اس قسم کا کوئی precedent set کرنا چاہیے، اس قدم اور اس initiative کو follow کرتے ہوئے، اپنے بھی nuclear arsenals میں کمی لائیں۔ اگر انہیں dismantle نہیں کررہے تو ان میں کمی لانے کے لیے انہیں اقدامات کرنے چاہییں۔

جہاں تک بات ہے بشارالاسد کی اور Syrian عوام میں جو revolution چل رہا ہے، میں کہوں گا کہ اس سلسلے میں Syrian عوام کو ہی اپنے future کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم شفقت علی صاحب۔

جناب شفقت علی: شکریہ میڈم سپیکر۔ اعجاز سرور نے جو قرارداد پیش کی ہے، میرے خیال میں اس میں کچھ تبدیلی کی ضرورت ہے۔ دوسری صورت میں اسے oppose کرنا پڑے گا، وہ اس لیے کہ بشارالاسد کا یہ جو فیصلہ ہے کہ ہم کیمیائی ہتھیار اقوامِ متحدہ کے حوالے کریں گے، یہی کچھ عراق کے صدر نے بھی کیا تھا اور آج عراق کی صورت حال آپ کے سامنے ہے کہ سب کچھ ضائع کردینے کے باوجود وہاں امن و امان نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر 6 اگست، 1945 کو امریکہ نے ایٹمی ہتھیار استعمال کیے تھے تو انہوں نے اپنے ہتھیار کس کے سامنے پیش کیے کہ وہ نہ ایسے ہتھیار بنائیں گے، نہ رکھیں گے اور نہ استعمال کریں گے۔ جہاں تک اس اقدام کی ضرورت ہے، یہ اقدام ہونا چاہیے۔ بشارالاسد کو اپنے ہتھیار یا اپنا ملک، دوسرے

ممالک کے سامنے hand over کرنے کی بجائے خود کو surrender کردینا چاہیے اور اس عہدے سے ہٹ جانا چاہیے۔ اگر وہ خود ہٹ جاتے تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ عوام پر کیمیائی ہتھیار چلانے پڑتے۔ انہیں UNO یا امریکہ یا پھر روس کے سامنے ہاتھ پھیلانے یا جھکنے کی نوبت ہی پیش نہ آتی۔ بہتر یہی ہے کہ یہ اقدام کیا جائے، خود عہدے سے ہٹ جائیں اور امریکہ اور روس کے سامنے، اس طریقے سے اپنے ہتھیار surrender نہ کیے جائیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترم انعام اللہ مروت صاحب۔

Mr. Inam Ullah Marwat: Thank you Madam Speaker. First of all, I fully endorse this resolution but I would like to point out to one of the hypocrite type of norm going on in international relations. The human right concept is a sort of very relative term. At present, United States is taking Syria just for some vested interests but they are getting it done under the garb of human rights violation. They are saying that chemical weapons are being used and these somehow, are posing a threat to human rights. I just asked those sitting in the U.N. like what is happening in Egypt, what is happening in other areas of the world? They are not going for those things. Wherever they just want to protect the vested interest, they just manipulate that sort of concept of human rights. The Syrian issue has just highlighted the same sort of hypocrisy. The root cause of the Syrian crisis is just because of the manipulation of the international norms, so they should be addressed. Thank you.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم وزیر داخلہ صاحب! اگر آپ اپنی پارٹی کا stance ایوان کو بتانا چاہیں تو بتادیجیے۔

جناب وزیر داخلہ: جنابِ سپیکر! چونکہ وقت کی قلت ہے اور پہلے بھی اس پر تھوڑی بات ہوچکی ہے تو میں صرف یہ کہوں گا کہ میں اس قرارداد کو endorse کرتا ہوں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Now, I put the resolution to the House moved by Miss Momna Naeem *sahiba* and Mr. Ejaz Sarwar *sahib*.

(The motion was carried and hence the resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: Now I read out the prorogation order:

"In exercise of the powers conferred upon me, I hereby prorogue the 5th Session of Youth Parliament, Pakistan after the conclusion of its business on Sunday, September 22nd, 2013.

Sd/
(Aseela Shamim Haq)
Deputy Speaker"

[The House was prorogued sine die)